

محترمہ عنیدلیب سبک *

شُرک کی طبیعت: ظلم اور وہم ہے

ظلم کا مطلب بے رحمی، بے انصافی، زیادتی و زبردستی کے ہیں۔ الشُرک طبیعتِ ظلم کا مطلب یہ کہ شُرک کی طبیعت میں ظلم کرنا شامل ہے۔ یعنی مشرکین خدائے واحد کو کہ جس کے قبضہ میں تمام کائنات کا ذرہ ذرہ شامل ہے چھوڑ کر اس کی ملکیت و تخلیق کو اپنے خود ساختہ معبود کے ساتھ منسوب کر کے بے انصافی و بے رحمی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک ایسی چیز جو کسی اور کی بنائی ہوئی ہو اسے اس کے تخلیق کار کے بجائے کسی اور کی تخلیق قرار دینا ظلم میں شامل ہے۔ قرآن میں جہاں شُرک کی مختلف صورتوں کا بیان کر کے ان کا رد کیا گیا ہے وہیں شُرک کو افتر، ضلال، عن الحق اور ظلم قرار دیا گیا۔

سورہ حج، آیت ۲۲ میں ہے کہ: وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لِيُمْسِكُهُمْ بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ۔ ترجمہ: ”اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے اس چیز کو جس کی سند نہیں اتاری اس نے اور جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں۔“

سورہ لقمان، آیت ۳۱ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بیان کرتے ہوئے مشرکین کو بے انصاف اور بھٹکے ہوئے قرار دیا کہ جب تمام کائنات اس واحد لاشریک کی بنائی ہوئی ہے تو پھر مختلف خود ساختہ توہمات و معبودین کی پیروی کیوں انہوں نے زمین پر کیا بنایا اور آسمانوں میں کیا کچھ ان کی ملکیت ہے۔ دیکھئے سورہ لقمان آیت نمبر ۱۰،

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْأَرْضَ فِي أَرْبَعِ رُءُوسٍ ان تَمِيدُ بِكُمْ وَيَتْلُو فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَانْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ۔ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔

ترجمہ: ”بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو۔ اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو لیکر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے خاصے یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں۔“

سورہ فاطر ۳۵ آیت نمبر میں حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ مشرکین سے کہیے گا کہ وہ

خود ساختہ معبودین کی تخلیقات بتائیں کہ انہوں نے کیا کچھ بنا رکھا ہے اور کس کتاب میں کہ جس پر سو فیصدی یقین کامل یہ ہو کہ یہ آسمانی ہے لکھا ہے کہ اللہ کے اور شریک بھی موجود ہیں۔ ان کے پاس ان خود ساختہ عقائد کی کوئی سند موجود نہیں بس دھوکا اور فریب ہے کہ جس میں یہ بتلا ہیں ظلم کے معنی اس آیت میں گناہگار کے لئے گئے ہیں اور صحیح اس لئے ہیں کہ جو ظلم کرتا ہے وہ گناہگار ہوتا ہے، ظلم کرنا گناہ ہے لہذا ایسے ظالم کہ جو شرک جیسے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں وہ گناہ عظیم کے خطاوار ہوتے ہیں۔ سورۃ فاطر آیت نمبر ۴۰ دیکھئے: **قُلْ اِنَّ يَتِمُّ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرْوْنٰی مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شَرِکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اَمْ اَتٰیھُمْ کِتٰبٌ فَھُمْ عَلٰی بَیِّنٰتٍ مِّنْہٗ بَلْ اِنَّ یَعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ الْاَغْرٰوْرَ۔** (ترجمہ) ”تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے زمین میں یا کچھ ان کا سا جھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے دی ہے ان کو کوئی کتاب سو وہ سندر رکھتے ہیں اس کی، کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں گناہگار ایک دوسرے کو سب فریب ہے۔“ سورۃ الشوریٰ ۴۲ آیت نمبر ۲۱/۲۲ میں اللہ کا ارشاد ہے کہ:

اَمْ لَھُمْ شُرَکَآءُ اشْرَعُوْا لَھُمْ مِنَ الدِّیْنِ مٰلَمْ یَاْذُنْ بِہِ اللّٰہُ وَلَوْ لَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ لَقَضٰی بَیْنَھُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذٰبٌ اَلِیْمٌ۔ تری الظالمین مشفقین مما کسبوا وهو واقع بہم والذین امنوا وعملوا الصلحت فی روضت الجنۃ لہم ما یشاءون عند ربہم ذلک هو الفضل الکبیر۔ (ترجمہ) ”کیا ان کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور بیشک جو گناہگار ہیں ان کو عذاب ہے دردناک۔ تو دیکھئے گناہگاروں کو کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر رہے گا ان پر اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی۔“

شرک چونکہ شیطان کے درغلاوے میں آ کر کیا جاتا ہے لیکن شیطان بھی وہیں اپنی کارکردگی دکھاتا ہے کہ جہاں ایمان کا فقدان ہو لہذا سورہ ابراہیم ۱۴ آیت نمبر ۲۲ میں شرک کا ظلم کرنے والوں کو شیطان کی تقریر جو وہ قیامت کے دن خود پر الزام لگانے والوں کو کرے گا نقل کی گئی ہے کہ قیامت کے دن شیطان مشرکین سے صاف آنکھیں پھیر لے گا اور مشرکین کو ظالم قرار دے کر انہیں عذاب کا مستحق قرار دے گا۔ دیکھئے **وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لِمَا کُنتُ اَمْرًا لِّلّٰہِ وَعَدَکُمْ وَعَدَ الْحَقُّ وَوَعَدْتُکُمْ فَاخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لٰی عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ تَدْعُوْکُمْ فَاَسْتَجِبْتُمْ لٰی فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلَوْ مَوَّآ اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمَصْرٰخَکُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمَصْرٰخِیْ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَا اَشْرَکْتُمُوْنَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّظَلِّمَیْنَ لَھُمْ عَذٰبٌ اَلِیْمٌ۔** (ترجمہ) ”اور بولا شیطان جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا

سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سوا الزام نہ دو مجھ کو اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب درناک۔“

سورہ یونس ۱۰ آیت نمبر ۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴ میں حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ مشرکین سے کہیے کہ اگر آپ سے بھی شرک جیسا ظلم سرزد ہو گیا تو آپ بھی اس وقت ظالموں میں شمار ہوں گے یعنی شرک ایک ایسا ظلم عظیم ہے کہ اگر پیغمبر جیسے جلیل القدر برگزیدہ ہستی سے بھی سرزد ہو جائے تو معافی اسے بھی نہیں ملے گی۔

قل یا ایہا الناس ان كنتم فی شك من دینی فلا اعد الذین تعبدون من دون الله ولكن اعد الله الذی يتوفکم وامرت ان اکون من المؤمنین۔ وان اقم وجهک للذین حنیفاً ولا تکنون من المشرکین ولا تدع من دون الله مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظمیمین۔ ترجمہ: ”کہہ دے اے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہو ایمان والوں میں اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اور مت ہو شرک والوں میں اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر تو ایسا کرے گا تو تو بھی اس وقت ہو ظالموں میں۔“

اللہ تعالیٰ کی صفات کو کسی اور کے ساتھ منسوب کرنا اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں کسی اور کو اس کا سا جی بتانا اللہ پر افتراء باندھنا اللہ کے ساتھ مختلف خود ساختہ معبودین کو منسوب کرنا اور اپنے ہی دشمن کے بہکاوے میں آ کر اپنے محسن عظیم کی نافرمانی کو ظلم کا نام نہ دیا جائے تو اسے اور کیا کہا جائے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ شاید اللہ مظلوم ہے۔ اور وہ نافرمانوں کے خلاف کچھ نہیں سکتا مگر اسے حضرات انسان کی اس عقل کا امتحان لینا مقصود ہے کہ جو اسے اس کی طرف سے اچھائی و برائی کی تمیز کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ ایک مقررہ مدت تک اس نے شیطان و انسان دونوں کو مہلت دے رکھی ہے۔ شیطان کو مہلت دی گئی کہ وہ تاقیامت انسانوں میں سے جس کو چاہے بہکائے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے جبکہ شیطان کا مقابلہ کرنے کے لئے انسان کو عقل و تمیز کی طاقت دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر تقلید آباء یا پھر شیطان کا انوا سے حق سے روکے تو اسے بھی حق کی تلاش کرنے، سچائی کو اپنانے اور عقل کا استعمال کرتے ہوئے شیطان کو بطور دشمن پہچان کر اس کے بتائے ہوئے راستوں کو متروک کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کی مہلت اس کی موت تک دی گئی ہے۔ اور اللہ ایسا غفور الرحیم ہے کہ توبہ کی صورت میں انسان کا بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے بڑے سے بڑا ظالم بھی جب اس سے معافی کا طلب گار ہو جائے تو اسے معافی مل جاتی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ توبہ موت کے فرشتے کو دیکھ کر یاد نہ آئے بلکہ اس سے پہلے۔

شُرک کی طبیعت وہم ہے:

وہم کے معنی: شک، گمان، احتمال، بے اعتباری، دماغ کی وہ قوت جو فاسدہ خیالات پیدا کرتی ہے۔ الشُرک طبیعت وہم کا مطلب ہے کہ شُرک کی طبیعت میں وہم کرنا شامل ہیں یعنی مشرکین کا شُرک ان کے وہم کی پیداوار ہے اور اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں سوائے وسوس اور شک کے جو شیطان انسان کے دل میں ڈالتا ہے۔ لیکن جس دل میں خدائے واحد کی محبت مضبوط اور مستحکم ہو وہاں شیطان کا گزر نہیں ہو سکتا اور خصوصاً اُس وقت جب انسان ہر بات کو عقل کی کنوٹی پر پرکھے تب تو تمام خود ساختہ معبودین کی قلعی کھل جاتی ہے۔..... وہم کی وجہ سے شُرک کی بیماری میں زیادہ تر اُن پڑھ لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اصلی صورتِ حال کا اور حقیقت کا کچھ علم نہیں ہوتا لہذا انہیں آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہے دوسرے ایسے لوگ بہت آسانی سے کسی بھی چیز سے متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ انکے پاس علم نہیں ہوتا کہ جو شعور کو آگئی فراہم کرتا ہے۔ قرآن کی سورۃ البقرہ ۲ آیت نمبر ۷۸ میں مختلف ادہامی معبودین کی پیروی کرنے والے مشرکین کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ ان میں سے بعض اُن پڑھ ہیں اور کتاب الہی کا انہیں کچھ پتہ نہیں یہ محض خیالات کی پیروی کرتے ہیں۔ ومنہم امیون لا یعلمون الکتاب الا ماہانی وان ہم الا یظنون۔ ”اور بعض ان میں بے پڑھے ہیں کہ خبر نہیں رکھتے کتاب کی سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور ان کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات۔“

شُرک کا وجود چونکہ ادہام کی پیداوار ہے لہذا جو شُرک کی راہیں اختیار کرتا ہے اسے صحیح راستہ سمجھی نہیں مل سکتا جب اس سے خود ساختہ معبودوں کی حقیقت یا وضاحت پوچھی جائے تو وہ انکلیں دوڑانے لگتا ہے۔ دل کا اطمینان اور صحیح راستہ وہی پاتا ہے کہ جو خدائے واحد کی طرف متوجہ ہو۔ سورۃ یونس ۱۰ آیت نمبر ۳۶-۳۵ میں ہے کہ: قل هل من شریکنا ثم من یہدی الی الحق۔ قل اللہ یہدی للحق افمن یدہی الی الحق احق ان یتبع امن لا یہدی الا ان یہدی فمالکم کیف تحکمون۔ وما یتبع اکثرہم الا ظننا ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً ان اللہ علیم بما یفعلون۔

”پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو راہ بتلائے صحیح“ تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح“ تو اب جو کوئی راہ بتائے صحیح اسکی بات مانی چاہیے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ مگر جب کوئی اور اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیا انصاف کرتے ہو۔ اور وہ اکثر چلتے ہیں محض اُنکل پر سوائیکل کام نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔“ اسی طرح ایک اور جگہ سورۃ یونس ۱۰ آیت نمبر ۶۶ میں لکھتے ہیں:

الا ان للہ من فی السموات ومن فی الارض وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن وان ہم الا یخرسون۔

”نستائے اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں اور یہ جو پیچھے پڑے ہیں اللہ کے سوا

شرکیوں کو پکارنے والے سو یہ کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر انگلیں دوڑاتے ہیں۔“

مشرکین سے جب ان کے شرک اور اس کے ادہام کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم نہ پوجتے ان معبودین کو لیکن ہم جو کچھ کر رہے ہیں سب اللہ کی مرضی اور رضا سے ہے لیکن یہ بھی ان کا وہم ہی ہے کیونکہ اللہ نے انسان کو عقل جیسی نعمت دیتے ہوئے اسے اچھے برے کی تمیز کرنے کا ہتھیار فراہم کر دیا ہے اس ہتھیار سے کام لیتے ہوئے وہ ادہام کی تحقیق کیوں نہیں کرتا تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

سورہ الزخرف ۴۳ آیت نمبر ۲۰ میں کچھ اسی قسم کے مشرکین کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھئے۔ وقالو لو شاء الرحمن ماعبدلہم ما لہم بذلك من علم انہم الا یخرون۔ ”اور کہتے ہیں اگر چاہتا ہے رُحمن تو ہم نہ پوجتے ان کو کچھ خبر نہیں ان کو اس کی یہ سب انگلیں دوڑاتے ہیں۔“

نفسیاتی طور پر اگر انسان کا جائزہ لیا جائے تو کوئی بُرا کام کرنا اور اس کی سزا پانا ایسا تصور ہے کہ جو انسان کو برا کام کرنے سے باز رکھتا ہے کہ اگر اس نے کوئی غلط کام کیا تو قانون سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح برے کام اور گناہ نہ کرنے کے پیچھے بھی اگر کوئی اللہ سے قریب ہو تو یہ تصور کا فرما رہتا ہے کہ قیامت کے دن اس گناہ کی سزا ملے گی۔ اب اگر کوئی اللہ سے دور ہو کر شرک کی دلدل میں پھنس کر مختلف ادہام کا شکار ہو کر عقیدہ آخرت، سزا و جزا اور جنت و دوزخ کا تصور کھو دے تو اس انسان کے لئے دنیا کی زندگی ہی کافی اور بس ہوگی جب سزا و جزاء کا تصور ہی ناپید ہوگا تو ہر جائز و ناجائز کو اپنے لئے صحیح سمجھا جائے گا۔ حضرت محمد ﷺ مشرکین کو جب سزائے آخرت سے ڈراتے تھے اور انہیں خدائے واحد کی عبادت کرنے کی تلقین کرتے کہ شرک کی صورت میں جہنم ان کا گھر ہوگا تو وہ جواب میں کہتے کہ ہماری تو یہی زندگی بھلا ایک بار کوئی مر گیا تو پھر بڑیوں میں جان کیسے ڈالی جائے گی۔ قرآن کی سورہ الجاثیہ ۴۵ آیت نمبر ۲۴ میں مشرکین کے ان عقائد باطلہ کو محض ادہام قرار دیا گیا اور فرمایا۔ وقالو ماہی الاحیاءنا الدنیا نموت ونحیا وما یہلکنا الا الدھر وما لہم بذلك من علم انہم الا یظنون۔

”اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ہمارا جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور جو ہم مرتے ہیں سو زمانہ سے ادراں کو کچھ خبر نہیں اس کی محض انگلیں دوڑاتے ہیں۔“

خطہ عرب اور عرب میں خصوصاً وسطی اور جنوبی عرب میں کثرت سے لوگ یہ ادہامی عقیدہ رکھتے تھے کہ حیات اخروی اور سزا و جزا کا کوئی وجود نہیں کہ جیسے آج کل اکثر یورپی و امریکی لوگوں کا بھی عقیدہ ہے جبکہ یہ عقائد محض ادہام پر مبنی ہیں ورنہ ان کی جدید سائنس متفقہ طور پر کائنات کے خاتمہ کے تصور پر متحد ہے۔ اور کلوننگ تک پہنچ گئی۔ اگر تخلیق کرنے والے کی تخلیق (انسان) کے کارنامے یہ ہیں کہ وہ کلوننگ تک پہنچ گیا اور کسی انسان کی D.N.A سے اسی جیسا انسان پیدا کر سکتا ہے تو تخلیق کار کا کیا حال ہوگا کیا اس کے لئے کوئی مشکل ہے کہ مرے ہوئے کو دوبارہ زندہ کر لے۔ مگر انسان کے نام نہاد تصورات و ادہام اسے سچ سمجھنے کی صلاحیت سے محروم رکھتے ہیں۔